پروفیسر محمد اکرام تائبؔ (عارف والا)

رنگِ سخن

گھر میں اک تعویز بنا کر رکھا ہے
ڈگری کو سو بار اٹھا کر رکھا ہے

ختم ہوا جب تیل تو پھر نہ لے پائے
میں نے کب سے دیپ بجھا کر رکھا ہے

وقت کبھی آیا تو اُس کو پہنوں گا
میں نے بھی اک سوٹ سلا کر رکھا ہے

مر کر بھی شاید نہ پورا ہو پائے
آنکھوں میں جو خواب چھپا کر رکھا ہے

ڈرتا ہوں اس سال نہ وہ بھی بک جائے
بیٹی کا جو ہار بچا کر رکھا ہے

غربت میں یہ حسن بھی ایک قیامت ہے
ہر رستے پر جال بچھا کر رکھا ہے

رب کو ہے معلوم کہ ظالم لوگوں سے
کیسے اپنا آپ بچا کر رکھا ہے

سچ کہنا بھی کتنی بات بڑی ہے اب
تو نے تو ہر ایک خفا کر رکھا ہے

ڈر ہے تائبؔ پھوٹ بہے نہ آنکھوں سے
دل میں جو طوفان دبا کر رکھا ہے